عصری مسائل کا حل
سیرتِ طیّبہ کی روشنی میں (۳)

ممتاز احمد اعوان ☆

۷) معاشی مسائل اور سیرتِ طیّبہ

عالم اسلام معاشی عدم تعاون اور عدم منصوبہ بندی کی وجہ سے گوناں گوں مسائل سے دوچار ہے۔ دنیا کے امیر ترین ممالک کا تعلق اسلامی دنیا سے ہی ہے' لیکن ان کے باہمی عدم اشتراک عمل کی وجہ سے دنیا کے غریب ترین ممالک بھی عالم اسلامی ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ پوری اسلامی دنیا' اہل مغرب کے اس اقتصادی جال میں پھنسی ہوئی ہے جس سے نکلنے کی جس قدر کوشش کی جاتی ہے وہ اسی قدر اس میں پھنستے چلے جارہے ہیں۔ اس صورت حال میں معاشی تعاون' اپنے معاشی وسائل کو فروغ دینا' خود کفالت' قناعت (اپنے وسائل کے مطابق اخراجات بڑھانا) اور خود اعتمادی ہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر مسلمان اپنا تشخص اور خودداری برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں سیرت طیبہ ہمارے لئے مینارۂ نور کا کام دے سکتی ہے۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں اقتصادی تعاون کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔

زندگی کے ہر شعبے میں تعاون کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا' لیکن معاشی شعبے میں تعاون مزید اہمیت کا حامل ہے۔ اسی مقصد کے لئے کوآپریٹو سوسائٹیاں بنتی ہیں جو مختلف لوگوں کو قرضے اور امداد (مالی اور فنی) مہیا کرتی ہیں۔ اس تعاون کی ایک شکل زکوٰۃ بھی ہے۔ زکوٰۃ کا حقیقی فلسفہ تو یہی ہے کہ معاشی جدوجہد میں معاشی یا جسمانی طور پر اگر کوئی حادثے کا شکار ہو جائے تو اسے گرا ہی نہ رہنے دیا جائے بلکہ اس کی دستگیری کرتے ہوئے

☆ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج پیپلز کالونی گوجرانوالہ

اسے اٹھا کر اس کی کچھ مدد کر کے اسے دوبارہ معاشی جدوجہد کے قابل بنا دیا جائے تاکہ وہ معاشی طور پر معاشرے کا بیکار فرد نہ بن جائے بلکہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ نے مکی اور مدنی دور میں اقتصادی تعاون کا ایسا نقشہ پیش فرمایا کہ جس کے کامیاب مثبت اثرات کو آج بھی آپؐ کے معجزنما کارناموں اور آپ کے پیدا کردہ انقلاب کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ مکی زندگی میں صحابہ کرامؓ زیردست تھے' انہیں کفار کے ظلم و تشدد کا سامنا تھا۔ اس دور میں آپؐ نے انہیں یہ طریق کار بتایا کہ ہر شخص اپنے ہمسایہ کا خیال رکھے۔ جب ہر شخص اپنے ساتھ والے کا خیال رکھے گا تو معاشرے کے تمام افراد میں ایک ایسا رابطہ قائم ہو جائے گا جس میں کوئی رخنہ موجود نہ ہو گا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ :

((مَن کانَ یؤمنُ باللّٰہ وَالیومِ الآخر فلیُحْسِن الٰی جارِہ))

"جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک کرے"۔ (۵۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی مکہ مکرمہ میں اس انداز سے تربیت فرمائی کہ روزانہ ایک دوسرے کے گھر اپنے ہاں پکنے والی چیز بھیجا کرو۔ اس سے باہمی محبت بھی بڑھے گی اور دوسرے کی مدد بھی ہو جائے گی۔ ایسا بھی ہوتا کہ ایک کا مہمان دوسرا شخص اپنے گھر لے جاتا۔

مدینہ طیبہ میں مواخات کا معاہدہ عمل میں آیا۔ انصار نے مہاجرین کو مہمان کی حیثیت دینے کی بجائے انہیں اپنے کاروبار اور زراعت میں شریک کر لیا اور انہیں کھیتی باڑی سکھلائی۔ انصار نے پیشکش کی کہ کھیتی پر محنت انصار ہی کریں گے اور آمدنی میں ہر دو شریک ہوں گے' لیکن مہاجرین کی خودداری تھی کہ انہوں نے اپنے انصاری بھائیوں پر بوجھ بننا گوارا نہ کیا اور ان سے اسی قدر مدد قبول کی جو ناگزیر تھی اور جلد ہی مہاجرین اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ {۵۸}

نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ آپؐ نے ابتدائی زندگی میں خود معاشی جدوجہد میں حصہ لیا۔ بطور نبی اپنے فرائض میں ہمہ وقت مصروف ہونے کے

باوجود آپ کبھی کسی کے دستِ نگر نہیں ہوئے۔ آپؐ نے معاشی شعبے میں بھی اپنی خودداری اور بے نیازی کو برقرار رکھا۔{۵۹} آپؐ کی معاشی زندگی کے مطالعہ سے جو اہم اصول واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں وہ یہ ہیں :

(i) مومن کو پوری جدوجہد کرنی چاہئے اور اسے کسی کے سامنے محتاج نہیں ہونا چاہئے۔

(ii) فرد کی معاشی احتیاجات کی تکمیل کیلئے ریاست بھی ذمہ دار ہے۔ اس سلسلے میں اسے بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ لیکن فرد بھی اس بات کا خیال رکھے کہ خواہ مخواہ توکّل' عزم و ہمت' عزت نفس اور خودداری اور قناعت کو ہاتھ سے جانے نہ دے اور حتی المقدور اپنے معاشی مسائل خود حل کرنے کیلئے جدوجہد بھی کرے اور وسائل بھی تلاش کرے۔ سرمایہ چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے سے بچانے کیلئے اور سرمایہ دارانہ نظام کے استیصال کیلئے نبی کریم ﷺ نے دو موثر طریقے اختیار فرمائے' یعنی قانون اور اخلاق دونوں ذرائع سے سرمایہ دارانہ نظام کی بیخ کنی کی۔

جاہلیت کی معاشرتی زندگی کی طبقاتی تقسیم نے معاشی جدوجہد کو بھی متأثر کیا تھا۔ لوٹ کھسوٹ اور بدنظمی معاشی زندگی کا حصہ بن گئی تھی۔ سود کی لعنت سے سرمایہ دار طبقہ پل رہا تھا اور غریب کا خون نچڑ رہا تھا۔ شراب نے جوئے کے ساتھ مل کر معاشی جدوجہد کو مفلوج کر دیا تھا۔ ذرائع آمدنی پر سرمایہ داروں کا قبضہ تھا۔ صرف دولت پر بھی کسی طرح کا کوئی اخلاقی اصول کارفرمانہ تھا اور ہر معاشی جدوجہد خود غرضی اور سنگدلی پر مبنی تھی۔

اس تمام صورت حال کا خاتمہ نبی کریم ﷺ نے مستقل بنیادوں پر فرمایا۔ چنانچہ سود ختم کیا اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود ختم کیا۔ آئندہ کے لئے ایسا کرنے والے کو خدا اور رسولؐ کا باغی قرار دیا۔ تجارت کے تمام باطل طریقے ختم کئے۔ رزق حلال کی دعوت دی۔ شراب اور جوئے کو حرام کیا۔ فضول خرچی کو شیطانی فعل قرار دیا۔ اعتدال کو اقتصادیات کی روح قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ نے وسائل معیشت کی ترقی پر بہت زور دیا۔ اس سلسلے میں چند فرموداتِ نبوی ملاحظہ ہوں :

(۱) قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : ((اُطْلُبُوا الرِّزْقَ فِی خَبَایَا الْاَرْضِ)){۶۰}

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "رزق کو زمین کی پہنائیوں میں تلاش کرو"۔

علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ اس فرمان نبویؐ میں زراعت و کاشتکاری مراد ہے۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ((عَمِّرُوا بلادی فعاش فیھا عبادی)) {۶۱} یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری بستیوں کو آباد کرو تاکہ اس میں میرے بندے زندگی بسر کرسکیں۔

علامہ سرخسی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جرف کے مقام پر خود بھی کاشت فرمائی تھی۔ {۶۲} شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے نبی کریم ﷺ کے اس سلسلے میں فرامین کے مقاصد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تجارت' زراعت اور صنعت انسانی تمدن کے لئے ناگزیر ہے۔ جب قومیں معاشی وسائل کے فروغ و ترقی سے توجہ ہٹا کر عیش و عشرت کی زندگی میں منہمک ہو جاتی ہیں اور سرمایہ دارانہ سربلندیوں اور مسرفانہ رفاہیت میں باہمی مقابلہ کو معیار حیات بنالیتی ہیں تو ان کا تمدن کبھی پھل پھول نہیں سکتا اور ان کی غیر طبعی عیش کوشی جلد ہی انہیں لے ڈوبتی ہے۔ {۶۳} شاہ صاحبؒ کی یہ تشریح درحقیقت احادیث نبویہ کی روشنی میں ہی ہے۔

(۳) قال رسولُ اللہ ﷺ ((طلبُ کسبِ الحلالِ فریضۃٌ بعدَ الفریضۃِ)) {۶۴}

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "حلال رزق کے لئے کوشش فرض نمازوں کے بعد سب سے بڑا فرض ہے۔"

(۴) قال رسول اللہ ﷺ : ((اذا صلّیتمُ الفجرَ فلاَ تنومُوا عَن طلبِ اَرزاقِکم)) {۶۵}

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جب تم فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جاؤ تو اپنے رزق کی جدوجہد کے بجائے سومت جایا کرو۔"

(۵) قال رسول اللہ ﷺ : ((الذنوب ذنوبٌ لایکفّرھا الا الھمّ فی طلبِ المعیشۃ)) {۶۶}

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ

صرف طلبِ معیشت کی فکر اور جد و جہد میں کاوش ہی سے ہو سکتا ہے۔"

(۲) قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ : ((مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرٌ مِنْ اَنْ یَاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ)){۶۷}

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "کوئی کھانا اس سے زیادہ بہتر نہیں جو اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا جائے۔"

اسی طرح تجارت، صنعت اور دیگر پیشوں کے بارے میں احادیثِ نبویہ موجود ہیں۔{۶۸}

آج ہم اپنے معاشی مسائل کا حل تلاش کرتے ہوئے بھی مغرب کے دیئے ہوئے سبق ہی کو دہراتے ہیں اور اس اہم پہلو کو بھول جاتے ہیں کہ جب ہم وسائلِ معیشت کو فروغ دیں گے تو معیشت کو بھی ترقی حاصل ہوگی اور بے روزگاری کا بھی خاتمہ ہوگا۔ اسی طرح مالی شاہ خرچیوں، سرکاری کارندوں کے ناز نخروں پر اٹھنے والے کروڑوں روپے کے اخراجات اور عیاشانہ طرز زندگی کی طرف کبھی توجہ نہیں کی اور مسلمان ملکوں کی افرادی قوت اور دنیا میں مسلمانوں کی تعداد کے بڑھنے سے خائف ہوتے ہوئے مغرب کے اسی ایک سبق اور راگ کو الاپتے چلے جاتے ہیں کہ "آبادی" ہمارے معاشی مسائل کا سبب ہے۔ حالانکہ اس کے اصل اسباب عیش پرستی اور وسائل معیشت کو فروغ نہ دینا ہیں۔

ہمارے معاشی مسائل کا ایک حل تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں یہ ہے کہ ہم اخراجات میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کریں۔ اس سلسلے میں ارشاداتِ نبویؐ ملاحظہ ہوں :

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : ((اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَۃِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ)){۶۹}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اخراجات میں میانہ روی معاشی زندگی (کی خوشگواری) کا نصف حصہ ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اخراجات اپنے وسائل آمدنی سے بڑھنے نہیں چاہئیں۔ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلے میں بھی یہی اصول دیا ہے

کہ اعتدال کو پیش نظر رکھا جائے۔ حضرت کعب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ((اَمسِکْ علیکَ بعضَ مالکَ فھو خیرٌ لکَ)) قلتُ : امسکُ سھمی الذی بخیبر [۷۰] "اپنے مال میں سے کچھ بچالو یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔" تب میں نے کہا کہ "خیبر کی زمین میں جو میرا حصہ ہے وہ میں نے بچالیا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اپنے ورثاء کو صاحب مال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ محتاج رہ جائیں اور وہ دوسروں سے مانگتے پھریں۔ [۷۱] مسند احمد اور طبرانی میں حضرت ابوالدرداء ؓ سے نبی کرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے : ((مِن فقہِ الرجل رفقہٗ فی معیشتہٖ)) [۷۲]

"کسی شخص کی عقل مندی میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی معیشت میں نرمی اعتدال اختیار کرے"۔

عیش و عشرت کے رجحانات

عصر حاضر میں اخلاقیات کو غیر ضروری قرار دے کر اسے فراموش کر دیا گیا۔ صرف تن اور حواس کی زندگی کو حقیقی زندگی قرار دینے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ زندگی محض ہوس پرستی اور عیش و عشرت کا نام بن کر رہ گئی ہے۔ نفسانی خواہشات بے قابو ہو گئی ہیں۔ معاشرتی اور اخلاقی انارکی پیدا ہو گئی ہے اور انسانیت' حیوانیت کی راہ پر چل پڑی ہے اور اشرف المخلوقات وہ گل کھلا رہا ہے کہ اپنے کردار سے اسے خود گھن آنی چاہئے۔

نبی اکرم ﷺ نے معاشرتی سکون کے لئے تن پرستی اور ہوس مال و زر سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے : ((من لبس ثوب شھرۃٍ فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلۃٍ یومَ القیامۃِ)) [۷۳] "جس شخص نے دنیا میں شہرت اور فخر و غرور کے لئے لباس پہنا' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے"۔

تن پرستی اور اظہار زیب و زینت ایک ایسا نفسیاتی اور معاشرتی مسئلہ ہے کہ اس

سے ایک طرف اسراف و تبذیر کی خرابی پیدا ہوتی ہے تو دوسری جانب دوسرے لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہوتا ہے جو بالاخر امیر اور غریب کے درمیان نفرت اور حسد کے جذبات کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ان بنیادوں ہی کو ختم فرمادیا جن سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ : نهانا النبیُّ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلّم اَن نشرب فی آنیۃِ الذھبِ والفضۃِ وان ناکل فیھا وعن لبس الحریرو الدیباج وان یجلس علیہ [۷۴] ''ہمیں نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم سونے اور چاندی کے برتن میں کھائیں پئیں اور ریشم اور دیباج کے کپڑے پہننے اور ان کے بچھونوں پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا''۔ نبی اکرم ﷺ کا مقصد یہی تھا کہ مال و دولت کی نمائش اور اس نمائش میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی حوصلہ شکنی ہو تاکہ دوسرے طبقہ میں احساس محرومی پیدا نہ ہو۔

ہمارے دور کے بہت سے مسائل ایسے ہیں جو ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھائے جارہے ہیں۔ ان مسائل کے نتیجے میں معاشرے میں اخلاقی' معاشرتی' سیاسی اور معاشی خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔ ہم ان خرابیوں اور مسائل کا رونا ہر وقت روتے رہتے ہیں لیکن ہمیں اس کا شعور نہیں ہوتا کہ مسائل کیسے پیدا ہوئے اور ان کا حل کیا ہے۔ عصر حاضر کے مسائل کے حوالے سے یہ بات واضح ہے کہ ان مسائل کی جڑ اور بنیاد (بقول ڈاکٹر خالد علوی) دو چیزیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے انسان کا رشتہ کمزور پڑ گیا ہے۔ گویا نہ اس کی رضا کی خاطر نیکی کی طرف رغبت عام رہی ہے اور نہ ہی اس کے خوف سے برائی سے بچنے کا جذبہ باقی رہا ہے۔

(۲) دنیا سے محبت اور اس میں استغراق۔ [۷۶]

اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بڑا جامع ہے کہ ثوبان کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''قریب ہے کہ دنیا کی قومیں ایک دوسرے کو تم پر جھپٹ پڑنے کی دعوت دیں جس طرح میزبان خاتون (کھانا چننے کے بعد) کھانے والوں کو دستر خوان کی طرف بلاتی ہے''۔ یہ سن کر صحابہؓ میں سے کسی نے پوچھا : (کیا وہ لوگ اس لئے ہم پر غلبہ حاصل کرلیں گے کہ) ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا : تم اس

وقت بہت زیادہ تعداد میں ہو گے' لیکن تمہاری حالت ایسی ہو گی جیسے سیلاب کا جھاگ ہوتا ہے (یعنی تم بالکل بے وقعت اور کمزور ہو چکے ہو گے) تمہاری ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں وہن (ضعف) پیدا ہو جائے گا۔ کسی نے پوچھا : یا رسول اللہؐ یہ "وہن" کیا ہے؟ فرمایا : "دنیا کی محبت اور موت سے نفرت"۔ {۷۶}

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس قوم میں مال غنیمت میں خیانت (سرکاری خزانہ) کرنے کا عیب پیدا ہو جائے اس کے دلوں میں دشمنوں کا رعب پیدا کر دیا جاتا ہے۔ جس قوم میں زناکاری پھیلتی ہے اس میں اموات کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ جو قوم ناپ تول میں کمی بیشی کرتی ہے اس کا رزق کم کر دیا جاتا ہے۔ جو قوم احکام نافذ کرنے میں عدل و انصاف کو ملحوظ نہیں رکھتی اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم عہد توڑتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ {۷۷}

حواشی

{۵۷} ابن ماجہ 'کتاب الاداب باب حق الجوار' جلد دوم 'ص ۱۲۱۱
{۵۸} بخاری' صحیح بخاری باب اخاء النبی' جلد پنجم' ص ۸۸
{۵۹} مسلم' الجامع الصحیح 'کتاب الجہاد' جلد پنجم' ص ۱۶۲
{۶۰} علی المتقی' کنز العمال' جلد دوم
{۶۱} السرخسی' المبسوط' جلد ۲۳' کتاب المزارعہ
{۶۲} السرخسی' المبسوط' جلد ۲۳' ص ۲
{۶۳} شاہ ولی اللہ' حجۃ اللہ البالغہ' جلد دوم' ص ۱۰۶
{۶۴} مشکوۃ المصابیح' باب الکسب وطلب الحلال' بحوالہ شعب الایمان للبیہقی
{۶۵} کنز العمال' جلد دوم
{۶۶} حفظ الرحمٰن سیوہاروی' مولانا' اسلام کا اقتصادی نظام' ص ۶۳
{۶۷} ابن ماجہ جلد دوم' ص ۷۲۴ 'کتاب التجارہ باب الحث علی المکاسب
{۶۸} اس سلسلے میں کتب حدیث کی کتاب البیوع' کتاب التجارہ' کتاب المزارعہ وغیرہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔
{۶۹} علی المتقی' کنز العمال' جلد دوم' ص ۱۲
{۷۰} بخاری' الجامع الصحیح' باب الصدقات
{۷۱} بخاری الجامع الصحیح' کتاب الوصایا
{۷۲} بحوالہ رازی فخرالدین' تفسیر کبیر' جلد ۱۹' ص ۴۲

(باقی حواشی صفحہ ۵۶ پر)